© rasailojaraid.com

تبرکات : رئیس الحفاظ حضرۃ مولانا سید عبدالجمیل صاحب طوروی مرحوم

تحریر : جناب اسرار الرحمٰن صاحب ایم۔اے

گلدستۂ جمیلؒ

طورو کی خاک سے بڑے بڑے علماء، فضلاء اور ادیب اٹھے، جن کی وجہ سے یہ گاؤں ماضی میں تشنگانِ علمِ دین کا مرجع و ماوٰی رہا ہے۔ انہی علماء و فضلا میں ایک حضرت مولانا سید عبدالجمیل صاحب مرحوم تھے، جن کے فیوضات و برکات سے اقطار و اکناف ہند و افغانستان مستفیض ہوئے، آپ ۱۲۸۱ھ میں حافظ سید محمد حفیظ اللہ صاحب مرحوم و مغفور کے ہاں پیدا ہوئے، قرآنِ کریم حفظ کر لینے کے بعد فارسی نظم و نثر کی چند ابتدائی کتابیں پڑھ لیں۔ ۱۲۹۵ھ میں گاؤں سے نکل کر اپنے اردگرد تمام علاقے میں جہاں کہیں کسی نے استادِ کامل کا پتہ دیا آپ ان کے پاس پہنچے۔ اور اُن سے کسبِ فیض کیا۔ مولانا بحرالدین مرحوم (خویشکی) ملّا قلندرؒ (موسیٰ زئی پشاور) مولوی جلال الدین مرحوم (دھوبیان)، مولوی امیر اللہ مرحوم (گڑھی کپورہ) ملّا منصور علی صاحبؒ (جیغرزئی کوہستان) مولوی فضل احمد مرحوم و مولوی نظر محمد مرحوم (گڑھی کپورہ) اور ملّا محمود صاحب مرحوم مایاری مقیم بام خیل کے حلقہ ہائے درس میں بیٹھنے کا شرف حاصل کیا اور مختلف علوم و فنون سے حظ وافر حاصل فرمایا۔ شرح وقایہ جلد آخر۔ شاشی۔ فصول اور لطائف البیان وغیرہ جیسی کتابیں نہ صرف درساً پڑھ ڈالیں بلکہ ان کے متون حفظ کر لئے۔

حضرت شیخ عبدالحق صاحب المعروف بہ لالہ جی صاحب بام خیل آپ سے للہ محبت فرماتے تھے۔

آپ کو کئی دعائیں برائے حفظ و ترقی در قوتِ حافظہ اور وظائف ورد کرنے کو عنایت فرمائے تھے۔ انکی ہدایت پہ آپ نے حضرت اخوند پنجو علیہ الرحمۃ کے مزار شریف میں موسم سرما کی راتوں میں گیارہ دن اعتکاف فرمایا، اور تمام بتلائے ہوئے شرائط پر عمل کرتے ہوئے اسباق کا ورد کیا اور پھر تا زیست اوراد مندوبہ کو جاری رکھا۔

مرحوم اپنی خود نوشت میں رقمطراز ہیں :

"تا حال کہ بست و پنج سال شدہ ناغہ نہ کردہ ام و تیر بہدف دیدم۔ الحق کہ اولیاء راہست قدرت ازالہ۔ تیر برجستہ بگرداند از راہ۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت شیخ عبدالحق مرحوم نور اللہ مرقدہٗ نے آپ سے فرمایا :

اے فرزند! شما فکر نکنید۔ شمارا علم اللہ تعالیٰ خواہد داد و محتاج کفاف نہ خواہی شد۔ ہر جا کہ باشی صدر باشی تحصیلِ علم برہر چیز مقدر دانید۔ و اسباق را بلا ناغہ خواندہ باشید و تکالیف خرچ ازیں بعد نہ خواہد بود"

حضرت مولانا مرحوم اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں :

"بخدا ازاں روز تکلیف تہیدستی نہ دیدم"

علم اصول سے ۱۲۹۹ھ میں فارغ ہوئے رجسٹر علاقہ ہشتنگر کے لامع النور، مرجع الانام، صاحب طریقت قادریہ، یعنی حضرت مولانا حسن الدین مرحوم سیبویہ ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ان سے صرف نحو میں کامل استفادہ کیا۔ اس کے بعد صوابی، چھچھ ہزارہ، بفہ، زروبی، ایبٹ آباد، مانسہرہ اور ہر اس مقام پر قیام کیا جہاں علوم معقول کے اساتذہ موجود تھے۔

آپ علم کے موتیوں کی تلاش و جستجو میں در در کی خاک چھانتے رہے۔ ہر در پہ دستک دی۔ ہر شاخ ثمردار تک ہاتھ پہنچانے کی سعی فرمائی، اور اپنے قلب و دماغ کا دامن علم و فن کے لعل و گہر سے بھرتے رہے۔

غربت و افلاس نے آپ کو ستایا، امراض مہلکہ نے آپ کو پریشان کیا۔ گرگانِ خونخوار نے بادیہ پیمائی کے دوران میں آپ کا حوصلہ دیکھا۔ سیلاب ایبٹ آباد نے آپ کو غرقاب کرنا چاہا، سفر نے سقر کی صورت اختیار کر لی۔ والدین سے دور و مہجور، لیکن دنیائے دنیہ سے نفور علم کی محبت میں سرشار و مسرور، آپ ہر جگہ اور ہر زمان متوکل علی اللہ رہے۔ اور علم کا شوق برابر بڑھتا رہا۔ اور علم و حدیث و تفسیر کے حصول کے لئے ہندوستان کی راہ لی، غربت آڑے آئی تو فرمایا : "امام شعرانی چہل سال ببرگ درختاں کفایت کردہ غذا نمودہ اند و تحصیل علم کردہ اند" وغیرہ نظائر سے اپنے والد بزرگوار اور اپنے نفس کو مطمئن فرمایا۔ آپ کے قصد سفر ہند سے مطلع ہو کر بہن بھائیوں نے تزوج کے دامِ گلرنگ میں آپ کو پھنسانے کی کوشش کی۔ بہن نے مخطوبہ کے بارے میں کہا : "هي عالمةٌ تقيّةٌ بارّةٌ صالحةٌ حسينةٌ جميلةٌ لا نظير لها۔"

اس قسم کے الفاظ سے آپ کے جذبۂ شباب کو دعوتِ نکاح دی۔ لیکن آپ فرماتے ہیں :

"تجویز کردم ایں گل دگر از کدام طرف شگفت من در چہ خیالم و فلک در چہ خیال" قصہ مختصر ۲ شوال ۱۳۰۴ھ کو صبح سویرے خفیہ طور پر عازم ہندوستان ہوئے۔ لاہور میں مولوی عبداللہ ٹونکی سے ملے اور ان سے مشورہ کر کے علامہ لطف اللہ علی گڑھی کے حضور میں حاضر ہوئے، فرماتے ہیں : "نظر کہ بچہرۂ ایشاں انداختم سراپا نور یافتم و گفتم کہ : "ما هذا البشر ان هذا الا ملك كريم۔" آگے لکھتے ہیں : "آں چہ مطلوب بود یافتم و آنچہ یافتم کہ بس و کافی است۔" آپ سے فارسی زبان میں تعارف ہوا۔ اور حلقۂ درس میں شمولیت کی اجازت مل گئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تنگدستی نے اگرچہ آپ کا تعاقب کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ پر مہربانیاں فرمائیں اور بعض علم دوست اور خدا پرست حضرات کی عنایت سے مسائل حل ہونے لگے، اردو زبان سیکھ لی اور "ہر رمز ایشاں را خیلے دانستم" یعنی قوم ہند کی معاشرت کے اطوار جان لئے، علامہ علی گڑھی نے آپ پر خاص توجہ مبذول فرمائی، اور آپ پورے ذوق و شوق سے برابر پڑھتے رہے، خود تحریر فرماتے ہیں؛ "دریں سال مراتشنۂ علم بدماغم آنقدر درآمد کہ مرا با فلاک رسانید و ہیچ تلخی و بے آرامی کہ بر سرم گذشت معلوم نہ شد" خواب و خور سے بے نیاز اور عیش و راحت سے غافل، آپ ہر لمحہ مائل بہ علم دین کامل تھے۔ اور بہ لسانِ قال عمر گذشتہ کی بازیابی کی آرزوئے ناتمام فرماتے کہ وہ لمحات بھی علی گڑھ کے آفتابِ فلکِ علم و عمل کی ضوفشانیوں سے مستنیر ہونے میں گذر جاتے تو کس قدر خوش قسمتی ہوتی۔

القصہ آپ ۱۳۰۷ھ تک علامہ موصوف کی صحبت میں علوم منقول و معقول سے فارغ ہوئے ۱۳۰۸ھ میں مولوی عبدالسمیع مرحوم رامپوری کی دعوت اور فاضل استاد کے حکم پر مدرسہ معدن العلوم رامپور (سہارنپور) میں صدر مدرس کے عہدے پر فائز ہو کر علی گڑھ سے رخصت ہوئے۔ رام پور جانے سے قبل علامہ لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ مبارک سے سندِ فراغت لکھ کر دے دی۔ پھر ان کی رسم دستاربندی ادا فرمائی آبِ زمزم اور خرمائے مدینہ پر درود پڑھ کر کھلایا پلایا۔ اس کے بعد اپنے سر مبارک سے پگڑی اتار کر مولانا عبدالجمیل صاحب مرحوم کے سر پر باندھ دی، ۱۳۰۸ھ میں آپ کو رخصت کیا اور یہ شعر ارشاد فرمایا:

سپردم بتو مایۂ خویش را　　تو دانی حساب کم و بیش را

اور آبدیدہ ہو کر مصافحہ کیا اور دعا فرمائی اور فرمایا ؎

بہ سفر رفتنت مبارک باد　　بہ سلامت روی و باز آئی

اور علامہ لطف اللہ مرحوم کے فرزندان ارجمند مولوی عنایت اللہ صاحب، مولوی محمد امانت اللہ صاحب اور مولوی سلامت اللہ صاحب سب برائے وداع حاضر ہوئے اس طرح طالب علمی کا دور ختم ہوا، اور اب مولانا عبدالجمیل مرحوم ایک عالم، فاضل مدرس کی حیثیت سے آسمانِ ہند پر چمکنے لگے۔

معدن العلوم کے بعد آپ مدرسہ لطیفیہ ویلور میں بحیثیت صدر مدرس تشریف لے گئے وہاں ہر قسم کی معاشی اور روحانی آرام و راحت آپکو میسر تھی۔ قیام ویلور کے دوران میں آپ نے چند اوراق پر علم و ادب کے موتی نچھاور کئے۔ جو آپ کے جواہر نگار قلم کی یادگار ہیں۔ ان قلمی تبرکات میں ان کی ناتمام خود نوشت (تذکرۂ جمیل) بزبانِ فارسی، تاریخ اقوام و ملل کا ایک حصہ فارسی میں اور ایک چھوٹا سا رسالہ عربی زبان میں ہے۔

حضرت مولانا حافظ عبدالجمیل مرحوم ... کے اوائل میں ... لطیفیہ ویلور میں بعہدہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صدر مدرس سرفراز تھے اس وقت آپ کی عمر تیس سال سے زیادہ نہ تھی، عنفوان شباب میں اتنی بڑی علمی ذمہ داری کی قابلیت و استعداد آن انفاسِ مقدسہ کی مرہونِ منت ہے، جو حضرت موصوف نے استاذ العلما حضرت علامہ لطف اللہ علی گڑھی کی محفل و مجلس میں بحیثیت تلمیذ رشید کے گذارے۔ اس عربی رسالے کا نام فاضل مصنف نے "مقاماتِ ویلوری" رکھا جو ۱۳۲ صفحات پر مشتمل ہے، جسطرح عربی علم ادب میں "مقاماتِ حریری" ایک نادر فن پارہ ہے، اس طرح "مقاماتِ ویلوری" بھی اپنی جلیل القدر اور رفیع الشان عبارت کی بدولت امتیازی شان لئے ہوئے ہے۔ کتاب ختم ہونے کے بعد ایک صفحہ پر فارسی عبارت میں صاحب کتاب تحریر فرماتے ہیں:

"ہنگامیکہ در بلدۂ ویلور علاقہ مدراس در مدرسہ لطیفیہ بانتصاب عہدۂ صدر مدرسی افادہ بطلبہ می دادم، کتابِ مقاماتِ ویلوری زیر قلم رقم آوردہ ام خیال آندارم کہ ایں کتاب در علم ادب بکار برادر زادگانم و خواہر زادگانم خواہد آمد۔"

اس کتاب میں ایک مقام پر ویلور کے پھولوں کا تذکرہ ہے، گویا رنگ برنگے دیدہ زیب اور خوشنما پھولوں کا ایک گلدستہ طالبانِ علم ادب کے ذوقِ جمال کے اطمینان و تسکین کی خاطر تیار فرمایا ہے جس سے اگر ایک طرف فاضل مصنف کے مشاہدۂ فطرت کا راز کھلتا ہے تو دوسری طرف شعر و ادب کے طلبگاروں کے لئے میدانِ مطالعہ میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔

انہوں نے ہر ہندی نام کو معمولی تصرف کے ساتھ عربی بنا دیا ہے۔ اور پھر اس کے وصف میں جنت کے پھولوں کی مہک میں ڈوبے ہوتے الفاظ کی مالا تیار کی ہے۔ نثر کے موتی لٹاتے کے بعد ہر پھول کی مدح میں دو دو شعر کہہ دیتے ہیں۔

حضرت مولانا مرحوم بنیادی پر علم منطق، فلسفہ، فقہ، تفسیر اور حدیث کے استاد تھے۔ لیکن ہمہ صفت شخصیتوں کا خاصہ ہے کہ وہ علم و فن کے ہر میدان میں دوسروں سے گوئے سبقت لے جانے کا ہنر جانتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا مرحوم نے علم کے جس شعبے کی طرف بھی توجہ فرمائی اللہ کریم نے اُن کے سامنے تمام طریقے کھول دئے۔ پھر عربی زبان کے اسرار و رموز سے باخبر ہونا تو ہر طالب علم دین کے لئے اشد ضروری ہے اور مولانا مرحوم قرآن و حدیث کے مشتاقانِ جمال میں سے ایک تھے۔ خود ہی ایک جگہ خدا تعالیٰ کے حضور میں دست بدعا ہیں:

"خداوندا! عشقِ من کہ بقرآن و حدیث دارم مثمر فرما کہ شب و روز تا ئی ہر دو شوم"

قرآن و حدیث کی محبت نے اُن کو عربی زبان و ادب کا پرستار بنا دیا تھا اور اُن کے لئے صرف، نحو اور فصاحت و

© rasailojaraid.com

بلاغت کی وادیوں کا سفر آسان کر دیا تھا، انہوں نے جمعہ ۲۷ر جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ کو مقامات دہلوی پر مہر تمت ثبت فرمائی جبکہ آپ کی عمر تیس سال سے متجاوز نہ تھی۔

کتاب چونکہ زیورِ طبع سے آراستہ نہیں اس لئے عاشقانِ حسن بیان کی نظروں سے اوجھل ہے۔ بہرحال میں تہی دامن ہوں لیکن اتنا کوتاہ دست نہیں ہوں کہ علم و ادب کے یہ نسرین و نسترن ہم صفیرانِ چمن سے چھپائے رکھوں گا۔ دعوت عام ہے، آئیے اور اپنی پسند کا پھول چن کر زیبِ گلو و دستار کیجئے۔

حضرت مولانا مرحوم رقمطراز ہیں:

واما الازهارُ الكائنة فى جميع الاقاليم فاكثرها يوجد فى هذا البلد الكريم والازاهيرُ المخصوصة بالهند عطرّ الله فى اكنافها بريا الرند كثيرة شهيرة وذكرنا منها فى هذه المقامة يسيرة وجعلنا اسماءها الهندية بالتغير القليل عربيةً

★ السيوتى — وما ادراك ما السيوتى بلوّرى اللّون ما سيه ووردى الارج آسيه نوره نور العيون ونشره ليطوى الشجون ويروح القلب المحزون ونظمتُ فى مدحه هذا الدرّ المكنون ؎

لا تنس حسن السيوتى لما حكى	زهر الكواكب زهرة النوار
كان روضة قباب زبرجد	فيها الشموع الزاهرات تنار

★ الصنبلى :— وما ادراك ما الصنبلى تصور النسيم بصورة هذا النور البسيم وتشكل عرف الحور بشكل هذا الزهر الكريم وكاد بلطافته ان يشابه خيالاً وبطراوته ان يستحيل زلالاً ودهنهٗ يزرى بدهن الورد والياسمين ويزدرى بنوافح طيبات الصين، واذا استعملته غزلان الهند المخمور تخالط من غبطتها ادمغة الحور ودهش كان على رؤسهن الطيور ونظمى فى وصفه كالورد الممطور - شعر :-

يا مغرماً بالروض لح صنبليا	ان كنت ريحان الزهور تروم
يزهو بنضرته كان عرايشه	فلك عليه من النجوم هجوم

★ الموقرا :— وما ادراك ما الموقرا - نور نورانى مقرون لها التهانى تضيف به السرور مفروق عنه الشرور البرجس مختل لدى بهه والورد مهموز بالنسبة اليه وجيب الشفيق مشقوق من حسن بهجته قلبه مكوى من نيران غبطته وقلت انا فى صفته شعر :-

انظر الى الموقرا فى حسن بهجته	تغنيك طلعته عن كل ازهار
كانه لولو فى زخرف خضر	اوانه ورق فى سطح زنجار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

★ الصبا :- وما ادراك ما الصبا نور ارق من زمن الصبا واروح من روح الصبا البديع جماله الفقيد مثاله يحكى النوف العواتق ويربو على النضار الغائق - يزهو فى شجرته العليا كالمشترى فى القبة الخضرا وانا اثنيت عليه بهذ الثنا شعر :-

ایا سائلا عن زهر صبا فانه — عذار يجه روحا وروحا الناشق

تلاقى به حسن وعشق كلاهما — له نضرة المعشوق فى لون عاشق

★ الملسرى :- الملسرى وما ادراك ما الملسرى زهر سرى ونور سنى طيب الارج ومطيب المهج الغريب الشكل العديم المثل ريحه ارواح الروايح وطيبه اطيب الفوايح يجف زهره البسام ويبقى نشره الى الايام والشدت فى وصفه اداء الحق عرفه شعر -

تبدى الملسرى على غصون — ومنظره بديع فى العيان

يشابه بالله لى نسجت فى — دبابيج مخضرة حسان

★ الريبوتى — وما ادراك ما الريبوتى له عبق ازكى من المسك الفتيق يبلج منه الانوار و يخرج منه الانوار رائق جماله وفائق تمثله يضاهى لونه الماس ويباهى زهره على الآس و الشات فى تناله تقصاعن حق بهائه - شعر -

شجرة يا حسن زهرتها زاد الرياض بها حسنا اذا ابتهجت

كانما خودة تختال فى حلل مخضرة بعلوق الماس قد نسجت

★ الكيورج — وما ادراك ما الكيورج الرايع ارجه الساطع بلجه سواعد الحسان و يماثل اصابع الغزلان كانه خنجر مسلول يذب الخريف عن الروض المشمول بذكو عبيقه بعد الجفاف وبعجز عن اطرائه لسان الواصف وانا الواصف له بهذه الاوصاف - شعر

لا يستطيع لسانى وصف كيورج — فاق الازاهير فى حسن وفى ارج

يقول للزهر اعجابا بزهرته — انى لكم شوكتى انى لذو درج

پی سی ٹی
پرزہ جات سائیکل
پاکستان میں سب سے اعلیٰ اور معیاری
مارکہ
بٹ سائیکل سٹورز۔ نیلا گنبد۔ لاہور

© rasailojaraid.com